

احکام و مسائل عید الفطر

ابن عبداللطیف میرپور شاہ کوٹ

الحمد لله رب العلمين و الصلوة و السلام على سيد المرسلين اما بعد: فاعوذ بالله
من الشيطان الرجيم .
بسم الله الرحمن الرحيم .

قد افلح من تزكى . و ذكر اسم ربہ فصلی (الاعلیٰ 15:14)
ہر انسان کی زندگی غمی اور خوشی ہر دو صورتوں سے عبارت ہے پھر ہر آدمی ان مواقع پر اپنے علاقے اور
برادری کے رسوم و رواج اور ثقافت کے مطابق کچھ اعمال بجالاتا ہے۔
لیکن ایک مسلمان کیلئے اللہ تعالیٰ نے خوشی اور غمی دونوں صورتوں میں کچھ حدود و قیود مقرر کی ہیں اللہ تعالیٰ
کی مقرر کردہ حدود و قیود اور امر و نہی کا نام اسلام ہے۔ اسی اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم
فرمایا ہے

”يا ايها الذين امنوا ادخلوا في السلم كافة“ (البقرة ۲۰۸) اے ایمان والو! اسلام میں پورے
کے پورے داخل ہو جاؤ۔ کیونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے ہر لمحہ پر انسان کی راہنمائی کرتا ہے
اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتي و رضيت لكم
الاسلام ديناً“ (المائدہ ۳) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور
تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند فرمایا ہے۔

اگر اسلام زندگی کے ہر موڑ پر انسان کی راہنمائی نہ کرے تو اسے مکمل اور اکمل دین کہلانے کا کوئی حق نہیں
۔ اس لئے جب ہم اسلام کو مکمل دین تسلیم کرتے ہیں تو ہمیں ماننا پڑیگا کہ ہماری زندگی کے تمام مسائل کا حل اور تمام
امور کیلئے راہنمائی اسلامی تعلیمات میں موجود ہے۔

ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے سال میں دو دن خوشی کے عطا فرمائے ہیں ایک عید الفطر اور دوسرا
عید الاضحیٰ۔ سطور میں ہم عید الفطر کے مسائل کے متعلق چند گزارشات قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش

کرتے ہیں تاکہ اس خوشی کے مبارک دن کو قرآن وحدیث کی روشنی میں اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارا جاسکے۔

صدقۃ الفطر:

رمضان المبارک کے آخر میں کچھ مال صدقہ کرنا امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

”فرض رسول اللہ ﷺ زکوۃ الفطر طہرۃ للصیام من اللغو والرفث و طعمۃ للمساکین“ (ابوداؤد ۲۳۴۱، کتاب الزکوۃ)

رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ فطر کو فرض کیا جو کہ روزوں کیلئے پاکیزگی ہے فضولیات اور گناہوں سے اور مساکین کیلئے کھانا ہے۔ کتب احادیث میں فطرانہ کو صدقۃ الفطر اور زکوۃ الفطر کہا گیا ہے جبکہ ہمارے ہاں اس کے لئے فطرانہ کا لفظ مستعمل ہے۔ اس لئے کوئی صدقۃ الفطر یا فطرانہ کہہ لے ایک ہی بات ہے۔ اور یہ فطرانہ ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت، امیر ہو یا غریب، آزاد ہو یا غلام کوئی بھی کلمہ پڑھنے والا اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ”قال رسول اللہ ﷺ زکوۃ الفطر صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر علی العبد و الحر و الذکر و الانثی و الصغیر و الکبیر من المسلمین“ (بخاری ۲۰۴۱، باب فرض صدقۃ الفطر) رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان پر ایک صاع کھجوروں سے یا ایک صاع جو سے فطرانہ فرض کیا ہے خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا۔ اس لئے ہر مسلمان کو خواہ وہ روزے رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو فطرانہ ادا کرنا چاہیے جو کہ ایک صاع ہے۔ آج ہمارے مروجہ طریقہ اور اوزان کے مطابق ایک صاع تقریباً دو کلو سو گرام بنتا ہے۔ اس لئے احتیاطاً اڑھائی کلو گرام یا مارکیٹ ریٹ کے مطابق اس کی قیمت ادا کرنی چاہیے جن علاقوں میں چاول زیادہ استعمال ہوتے ہیں وہ چاول کے حساب سے فطرانہ ادا کریں اور شہری علاقوں میں آٹے کی قیمت کے اعتبار سے فطرانہ ادا کرنا چاہیے کیونکہ فطرانہ عام اناج (کھانے) کے حساب سے دیا جائے گا۔

بعض لوگ فطرانہ کی فرضیت اور وجوب کیلئے زکوۃ کے نصاب کی شرط لگاتے ہیں ان کا موقف بالکل غلط اور بلا دلیل بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ کے خلاف ہے۔

فطرانہ کا وقت:

فطرانہ عید الفطر کی نماز ادا کرنے سے پہلے ادا کرنا چاہیے بہتر تو یہ ہے کہ عید سے تین چار دن پہلے ادا کیا جائے تاکہ غریب و مساکین اس سے کما حقہ فائدہ اٹھاسکیں اور اپنی ضرورت کی اشیا خرید کر وہ بھی عید کی خوشیوں میں



شریک ہو جائیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل بھی یہی تھا جو کچھ بخاری میں منقول ہے ”کانوا یعطون قبل بیوم او یومین“ (بخاری ۲۰۵-۱) کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عید الفطر سے ایک یا دو دن پہلے فطر ادا کر دیتے تھے۔

عید الفطر:

رمضان المبارک کے جب انتیس دن ہو جائیں تو چاند دیکھ کر عید کرنی چاہیے اگر چاند نظر نہ آئے تو تیس دن مکمل کرنے چاہیں کیونکہ قمری مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا۔

عید کے دن غسل کرنا اور اچھے (نئے یا دھلے ہوئے) صاف ستھرے کپڑے پہننا بہتر ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق روایت ہے کہ کان یغتسل یوم الفطر ان یغدو الی المصلی (الموطا ص ۱۰۷، کتاب العیدین)

وہ عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک ریشمی جبہ لیکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ”یا رسول اللہ اتبع هذه تجمل بها للعید و الوفود“ (بخاری ص ۱۳۰، کتاب العیدین) اللہ کے رسول ﷺ خرید لیجئے اور عید کے موقع پر اور وفود سے ملاقات کے وقت زینت کے لئے پہن لیا کریں۔

یہ الگ بات ہے کہ ریشمی ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے وہ خریدنے سے انکار کر دیا بلکہ فرمایا کہ یہ تو ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ مگر اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ عید کے موقع پر نئے کپڑے پہنے جاسکتے ہیں۔ البتہ جس شخص کے پاس نئے کپڑے بنانے کی گنجائش نہ ہو وہ پرانے ہی دھو کر پہن لے اگر خوشبو میسر ہو تو استعمال کرے ورنہ عام تیل ہی کافی ہے۔

عید الفطر کے دن نماز سے پہلے کچھ کھانا:

نماز عید کے لئے جانے سے پہلے کچھ نہ کچھ کھالینا چاہیے بہتر ہے کہ کوئی میٹھی چیز آدمی کھائے۔ رسول اللہ ﷺ کھجوریں کھا کر نماز عید کے لئے عید گاہ جایا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”کان رسول اللہ ﷺ لا یغدو یوم الفطر حتی یملا کلبہ تمرات“ (بخاری ۱۳۰-۱، کتاب العیدین) کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن کھجوریں کھائے بغیر (نماز کیلئے) نہیں نکلتے تھے۔

اگر کھجوریں یا چھوڑے وغیرہ آدمی کھائے تو پھر اسے طاق کھانے چاہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی

دوسری روایت ہے فرماتے ہیں کہ ”ماخرج رسول اللہ ﷺ يوم فطر حتى ياكل تمرات ثلاثا او خمسبا او سعبا او اقل من ذلك او اكثر من ذلك وتراً (مستدرک حاکم ص ۲۹۴-۱، کتاب صلوٰۃ العیدین) کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن تین، پانچ، سات یا اس سے کم یا زیادہ کھجوریں کھائے بغیر نہیں نکلتے تھے لیکن وہ کم یا زیادہ کھجوریں بھی بہر حال طاق ہوتی تھیں۔

نماز عید کا وقت:

نماز عید کا وقت سورج طلوع ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے بہتر ہے کہ چاشت کی نماز کے وقت ادا کر لی جائے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”انا كنا قد فرغنا ساعتنا هذه و ذلك حين التمسيح“ کہ ہم تو اس وقت تک فارغ ہو جاتے تھے (یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں) جب انہوں نے یہ فرمایا اس وقت چاشت کی نماز کا وقت تھا۔

نماز عید کھلے میدان میں ادا کی جائے:

عید کی نماز مسجد سے باہر کھلے میدان، عید گاہ میں ادا کرنی چاہیے رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارک یہی تھا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”كان رسول الله ﷺ يخرج يوم الفطر و الاضحى الى المصلى“ (بخاری ص ۱۳۱، کتاب العیدین) کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کی نماز مسجد سے باہر عید گاہ میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ اگر کوئی عارضہ پیش آجائے مثلاً بارش ہو رہی ہو یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے عید گاہ یا کسی بھی کھلے میدان، پارک اور گراؤنڈ میں نماز ادا نہ کی جاسکتی ہو تو پھر مسجد میں ادا کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن جو لوگ سہل پسندی کی وجہ سے کہ باہر انتظام کرنا پڑیگا اور مسجد میں کوئی انتظام نہیں کرنا پڑتا اس لئے مسجد میں ہی پڑھ لیتے ہیں یا بعض خطیب حضرات بھی لالچ کی وجہ سے مسجد میں نماز عید پڑھا دیتے ہیں کہ باہر لوگ کم جائیں گے لہذا مسجد میں ہی پڑھ لی جائے تاکہ پیسے زیادہ جمع ہو جائیں تو یہ غلط ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

عورتوں کا عید گاہ جانا:

مردوں کے ساتھ عورتیں بھی عید گاہ میں جائیں اور بارہدہ جماعت کے ساتھ نماز عید ادا کریں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں عورتیں بھی عید گاہ میں جا کر نماز کی جماعت میں شریک ہوا کرتی تھیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی

درست فہمیت

اللہ عز و جل فرماتے ہیں کہ ”قام البسی طے یوم الفطر فصلی لیلنا بالصلوة ثم خطب فلما فرغ نزل فلعی النساء فذکرهن وهو یوحی علی ید بلال“ (بخاری ص ۱۳۱-۱، کتاب العیدین) رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر کے دن پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ ارشاد فرمایا جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو عورتوں کے پاس تشریف لائے کہ وہیں کو جمعیت فرمائی اور آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر یک گائی ہوئی تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں عید گاہ جایا کرتی تھیں۔ اس مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ آپ اس سے بھی لگا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں کو بھی عید گاہ جانے کی تاکید فرمائی جن کے پاس اپنی چادر بھی نہیں اور انہیں بھی جنہوں نے نماز ادا نہیں کرنی۔ چنانچہ حضرت ام علیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں ”اصربا رسول اللہ ﷺ ان نخرجهن فی الفطر و الاخصی العواتق و الحیض و ذوات الخدور فاما الحیض فیعزلن الصلوة و یشہدن الخیر و دھوة المسلمین فقلت یا رسول اللہ ﷺ احدا لنا لا یکون لہا جلباب قال فلبسہا اخصھا من جلبابہا“ (مسلم ص ۲۹۱-۱، کتاب صلوة العیدین) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم جو ان لڑکیوں اور حیض والی عورتوں کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ (کے دن عید گاہ) لے کر جائیں۔ البتہ حیض والی عورتیں نماز سے الگ رہیں اور مسلمانوں کی دعا اور خیر میں شریک ہوں۔ (ام علیہ رضی اللہ عنہا) میں نے عرض کی اللہ کے رسول ﷺ ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی بہن اس کو اپنی چادر اوڑھادے۔

اس لئے رسول اللہ ﷺ کے حکم کا پاس کرتے ہوئے عورتوں کیلئے بھی عید گاہ میں پردے کا اہتمام کرنا چاہیے اور عورتوں کو بھی بہانہ بازی کرنے کی بجائے عید گاہ میں جانا چاہیے۔

تکبیرات:

عید گاہ میں جاتے ہوئے اور عید گاہ سے واپس آتے ہوئے بلند آواز سے تکبیرات کہنی چاہیں۔ بعض صحابہ کرام جو شوال کا چاند نظر آنے کے ساتھ ہی تکبیریں کہنی شروع کر دیتے تھے اس لئے بہتر یہی ہے کہ عید کی رات سے ہی تکبیرات کہنی جائیں۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں ”اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ واللہ الحمد“

عید گاہ میں نفل نماز:

عید نماز صرف دو رکعتیں ہے خواہ عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ۔ اس لئے عید گاہ میں صرف یہی دو رکعتیں ادا

درمیان العیدین

کی جائیں نماز عید سے پہلے یا بعد میں عید گاہ میں کوئی نقلی نماز نہیں پڑھی جائے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ”ان النبی ﷺ صلی یوم الفطر رکعتین لم یصل قبلہا ولا بعدها“ (بخاری ص ۱۳۱-۱، کتاب العیدین) بے شک نبی کریم ﷺ نے عید الفطر کے دن دو رکعتیں پڑھیں آپ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی۔

اس حدیث کی وجہ سے ہمیں بھی عید گاہ میں نماز عید کے علاوہ نوافل پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

نماز عید کیلئے اذان یا اقامت:

عید کی نماز کیلئے نہ تو اذان کہی جائے گی اور نہ ہی اقامت۔ حضرت جابر بن بسرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ”صلیت مع رسول اللہ ﷺ العیدین غیر مرة ولا مرتین بغیر اذان ولا اقامة“ (مسلم ص ۱۲۹۰-۱، کتاب صلوۃ العیدین) کہ میں نے ایک یا دو مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کی نماز کیلئے اذان اور اقامت نہیں کی جائیگی۔

نماز عید کی رکعتیں:

نماز عید کی صرف دو رکعتیں ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ”صلوۃ السفر رکعتان و صلوۃ الاضحی رکعتان و صلوۃ الفطر رکعتان و صلوۃ الجمعة رکعتان تمام غیر قصر علی لسان النبی ﷺ“ (نسائی ص ۱۸۷-۱، کتاب صلوۃ العیدین) نماز سفر دو رکعت ہے اور عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے اور عید الفطر کی نماز دو رکعت ہے اور جمعہ کی نماز بھی دو رکعت ہے مکمل ہے قصر نہیں۔ حضرت محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق

نماز عید کا طریقہ:

عید کی نماز عام دو رکعت نماز کی طرح ہی ادا کی جائے گی فرق صرف یہ ہے کہ عام نمازوں کی نسبت عید کی نماز کی دونوں رکعتوں میں بارہ تکبیریں زائد کی جائیں گی۔ سات پہلی رکعت میں قرأت شروع کرنے سے پہلے اور پانچ دوسری رکعت میں قرأت شروع کرنے سے پہلے۔ جیسا کہ حضرت عمرو بن شعیب کی روایت میں ہے ”ان النبی ﷺ کبر فی عید لنتی عشرة تکبیر سبعا فی الاولیٰ و خمساً فی الاخرۃ و لم یصل قبلہا ولا بعدها“ (الفتح الربانی ۶-۱۴۱، ۱۴۰) بے شک رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز میں بارہ تکبیریں

درجہ اولیٰ الحدیث

کہیں سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور آپ ﷺ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی۔

ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”التكبير في الفطر سبع في الاولى و خمس في الاخرة و القراءة بعدهما كلتيهما“ (ابوداؤد ص ۱-۱۷۰، باب التكبير في العيدين) عید الفطر کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری میں پانچ اور قرأت دونوں رکعتوں کی تکبیروں کے بعد ہے۔

نماز عید خطبہ سے پہلے:

رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ یہ ہے کہ عید کی نماز پہلے ادا کی جائے خطبہ بعد میں پڑھا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”شهدت العيد مع رسول الله ﷺ و ابی بکر و عمر و عثمان رضی الله عنهم فكلهم كانوا يصلون قبل الخطبة“ (بخاری ۱۲۳۱، کتاب العيدين، مسلم ۱۰۲۸۹، کتاب صلوة العيدين) میں رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید کے موقعوں پر حاضر ہوا وہ سب نماز عید خطبہ سے پہلے ادا فرماتے تھے۔ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عید کے دن پہلے نماز پڑھنی چاہیے بعد میں خطبہ۔ آج کل کچھ لوگوں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے وہ پہلے خطبہ دیتے ہیں بعد میں نماز پڑھتے ہیں حالانکہ یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک طریقے کے خلاف ہے۔

راستہ تبدیل کرنا:

رسول اللہ ﷺ عید کی نماز ادا فرمانے کے لئے جب عید گاہ تشریف لے جاتے تو واپسی پر آپ راستہ تبدیل کر لیتے تھے۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ”كان النبي ﷺ اذا كان يوم عيد خالف الطريق“ (بخاری کتاب العيدين ۱۳۴) رسول اللہ ﷺ جب عید کا دن ہوتا تو (آگے جانے میں) راستے کو تبدیل کرتے۔ اس لئے ہمیں بھی چاہیے کہ جب ہم عید گاہ سے واپس آئیں تو جس راستے گئے تھے اس کے علاوہ کسی دوسرے راستے سے واپس آئیں۔

عید کے دن روزہ رکھنا:

عید کے دن عید الفطر ہوا عید الاضحیٰ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ”نهى رسول الله ﷺ عن صومين يوم الفطر و يوم“

الاضحیٰ“ (مسلم ۱۔ ۳۶۰ کتاب الصیام) رسول اللہ ﷺ نے دو دنوں کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ایک عید
الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ کا دن

اس لئے ہمیں بھی ان دو دنوں کا روزہ رکھنے سے اجتناب کرنا چاہیے بعض لوگ عید الاضحیٰ کے دن قربانی
کے گوشت تک کچھ کھاتے پیئے نہیں اور کہتے ہیں ہمارا روزہ ہے ہم قربانی کے گوشت سے افطار کریں گے ان کا یہ کہنا
درست نہیں اس لئے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

چاند کی اطلاع عید کے دن:

اگر انیس رمضان المبارک کی شام کو چاند نظر نہیں آیا دوسرے دن لوگوں نے تیس رمضان المبارک سمجھ کر
روزہ رکھ لیا بعد میں انہیں اطلاع ملی کہ رات کو چاند نظر آ گیا تھا تو پھر وہ لوگ تصدیق کرنے کے بعد روزہ افطار
کر لیں۔ اگر یہ اطلاع زوال آفتاب سے پہلے مل گئی ہے تو نماز عید بھی ادا کر لیں اور اگر یہ اطلاع زوال آفتاب کے
بعد ملی ہے تو عید کی نماز اگلے دن ادا کریں البتہ روزہ ضرور چھوڑ دیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیان کرتے ہیں ”غم علینا ہلال شوال فاصبحنا صیاما
فجاء رکب من آخر النہار فشهدوا عند رسول اللہ ﷺ انہم راؤوا الہلال بالامس
فامر رسول اللہ ﷺ ان یفطروا من یومہم و ان یخرجوا العید ہم من الغد“ (الفتح
الربانی ۹۔ ۲۶۶ کتاب الصیام)

ایک مرتبہ ہمیں بادلوں کی وجہ سے شوال کا چاند دکھائی نہ دیا تو ہم نے دوسرے دن صبح کو روزہ رکھ لیا
دن کے پچھلے پہر ایک قافلہ آیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس گواہی دی کہ انہوں نے گزشتہ روز چاند
دیکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ روزہ افطار کر لیں اور اگلے دن عید کی نماز کیلئے نکلیں۔

جمعہ کے دن عید:

جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ نے مستقل طور پر ایک بابرکت دن مقرر فرمایا ہے کتب احادیث میں جمعہ کے دن کو
عید کا دن بھی کہا گیا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عیدین میں سے کوئی عید جمعہ کے دن ہو جاتی ہے تو اس دن
اللہ تعالیٰ مسلمانوں کیلئے دو عیدیں جمع فرما دیتے ہیں جو زیادہ برکت کی علامت ہے تاکہ خوشی کی۔ جیسا کہ بعض
جامل یا کمزور عقیدہ کے لوگوں کا خیال ہے کہ جمعہ اور عید اگر اکٹھے آجائیں تو بابرکت نہیں ہوتے بلکہ یہ بیماری
ہوتے ہیں اور سب سے پہلے یہ بدشگون ایوب خان کے دور حکومت میں پیدا ہوئی حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

اگر کبھی ایسا ہو جائے کہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ جمعہ کے دن آجائیں تو امام کائنات حضرت محمد ﷺ

در تعلق البیت

کا طریقہ مبارک تھا کہ نماز عید تو دستور کے مطابق ادا کی جائے البتہ نماز جمعہ جو ادا کرنا چاہتا ہے وہ خطبہ جمعہ میں حاضر ہو جائے اور جو اس دن جمعہ ادا نہیں کرنا چاہتا اسے اجازت ہے کہ وہ جمعہ کی بجائے نماز ظہر ادا کرے۔ ”اجتمع عید ان علی عہد رسول اللہ ﷺ فصلی بالناس ثم قال من شاء ان یاتی الجمعة فلیأتها و من شاء ان یتخلف فلیتخلف“ (ابن ماجہ ۹۴ باب ماجاء فی اذا اجتمع العیدان فی یوم) کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں دو عیدیں (جمعہ اور عید) اکٹھی ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو (عید کی) نماز پڑھائی پھر ارشاد فرمایا کہ جو جمعہ پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جو جمعہ کے لئے نہ آنا چاہے وہ نہ آئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر جمعہ کے دن عید آجائے تو نماز جمعہ کو چھوڑنے کی رخصت ہے کہ اس دن جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز ادا کر لی جائے۔ البتہ مسجد میں خطبہ جمعہ ضرور ہونا چاہیے تاکہ جو لوگ جمعہ پڑھنا چاہتے ہیں انہیں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔

شوال کے روزے:

عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزوں کی بہت فضیلت احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہے یہ روزے رکھنا کوئی فرض اور ضروری نہیں لیکن ان کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ”ان رسول اللہ ﷺ قال من صام رمضان ثم اتبعه ستمن شوال کان کصیام الدهر“ (مسلم ۱۔ ۳۶۹ کتاب الصیام) بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر ان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ ایسے ہی ہے جیسا کہ اس نے سارا سال روزے رکھے۔

اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ رمضان المبارک کے بعد یہ روزے بھی رکھ لیں تاکہ ہم اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کے مستحق ٹھہریں کیونکہ اس دنیا میں جتنے زیادہ اچھے اعمال کریں گے آخرت میں اتنا ہی زیادہ فائدہ ہوگا لیکن یہ یاد رہے کہ یہ اجر و ثواب اس شخص کیلئے ہے جو رمضان المبارک کو اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق گزارتا ہے اور اپنے آپ کو خصوصی طور پر نافرمانی سے بچاتا ہے۔ اللہ ہم سب کو عیدین سمیت زندگی کی تمام خوشیاں کتاب و سنت کی تعلیمات کے مطابق گزارنے کی توفیق

فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

اللهم وفقنا لما تحب و ترضی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆